درگاہ سندر شریف: دینی، تصنیفی اور سماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

Dargah Sundar Sharif
A Study of Religious, Literary and Social Contributions

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof. Department of Islamic Studies,
GC Women's University, Faisalabad
Email: asmaaziz@gcwuf.edu.pk
Ms. Sadia Abbas
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
GC Women's University, Faisalabad
Ms. Farzana Hameed
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
GC Women's University, Faisalabad

Abstract
Sundar Sharif, also referred to as Darbar-e-Aliyah Sundar Sharif, is a significant Sufi shrine located in Punjab, Pakistan, celebrated for its spiritual and historical importance. This shrine acts as a hub of Islamic spirituality, drawing in devotees who seek guidance, blessings, and tranquility. It is the final resting place of esteemed saints whose teachings highlight the values of love, humility, and devotion to Allah. The annual Urs celebration at Sundar Sharif is a prominent event that includes qawwali performances, recitations of Sufi poetry, and charitable acts, promoting unity and inclusiveness among attendees. Beyond being a historical site, Sundar Sharif stands as a lively center of spirituality and a symbol of the lasting influence of Sufi traditions in South Asia. Its profound impact on the spiritual and cultural landscape continues to attract numerous individuals towards a journey of love, peace, and divine connection. This research focuses on the perspectives of scholars associated with Sundar Sharif and their contributions to establishing an ideal Muslim society.
Keywords: Sundar Sharif, Sufism, literature, theories of scholars

تعارف:

پاکستان میں ایک مشہور اسلامی مرکز، سندر شریف کو ایک ممتاز صوفی مرکز کے طور پر جانا جاتا ہے۔ لاہور سے ملتان روڈ کے ساتھ بتیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع یہ قصبہ تجارت کے لیے مقامی تجارتی مرکز کے طور پر جانا جاتا

ہے۔ آستانہ عالیہ عرفانیہ چشتیہ سندر شریف کی قابل ذکر شہرت اس کے بانی سید محمد وجیہہ السیما سے ہے جو ایک قابل احترام صوفی ہیں جنہیں اپنے قلمی نام بابا عرفانیہ سے بھی جانا جاتا ہے۔
مرکز نہر کے اس پار، جنوب مشرقی جانب واقع ہے۔

حضرت سید محمد وجیہ السیما عرفانی کا دلکش مزار تعمیر کیا گیا اور مسند نشین سید محمد حبیب عرفانی چشتی مدظلہ العالی نے آپ کے مزار کا ڈیزائن خود تیار کروایا۔ جو مزار آپ کے وصال کے بعد تعمیر کیا گیا اس میں افراد کی گنجائش کم تھی اس لیے اس توسیعِ مزار کی گئی۔ آپ کی تدفین حقیقت میں سطح زمین کے برابر کی گئی۔ آپ کی قبر مبارک کچی اور اس ابتدائی مزار کے اردگرد کنکریٹ کا ہشت پہلو ڈیزائن تھا مد نظر رکھتے ہوئے مزار کے اطراف ستونوں کو تقریباً 17 فٹ، 10 انچ سطح زمین سے اُوپر اُٹھا کر مزار کا تعویذ تعمیر کیا گیا۔ دو غلام گردشیں مزار کے ساتھ ہیں۔ داخلی راستہ مزار میں پہلی غلام گردش کی (چوڑائی)'15 فٹ،" 9 انچ ہے جبکہ دوسری غلام گردش (چوڑائی)10 فٹ،"3 انچ بنائی گئی ہے۔ مزار کا گنبد 29 فٹ اُونچائی پر پلیٹ فارم سے بنایا گیا ہے اس کا 8 فٹ اندرونی قطر ہے جبکہ بیرونی قطر 35 / 36 فٹ کے قریب ہے۔ سفید سنگِ مرمر سے مزار کی تعمیر کی گئی ہے جو دیکھتے ہی جاذبِ نظر اور خوبصورت بھی ہے۔ مزار کے ساتھ چھوٹی سی مسجد بالکل ساتھ تعمیر کی گئی ہے جسے مسجدِ اولیاء کا نام دیا گیا۔ سفید سنگ مرمر سے ہی مسجد کی تعمیر بھی کی گئی۔

2- محمد وجیہ السیما عرفانی کا تعارف :

2.1 ولادت:

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے ایک گاؤں" لودھن "کے ایک سیّد، علمی اور روحانی گھرانے میں سید محمد وجیہ السیما عرفانی کی ولادت 4 اکتوبر 1920ء کو ہوئی۔ صوفیانہ تعلیمات میں یہ علاقہ مشہور تھا۔ والد کا نام سید محمد ہادی تھا سلسلہ نسب حضرت سید عبدالقادر گیلانی غوث العالمین محبوب سبحانیؒ سے جاملتا ہے۔ علمی میدان اور روحانی تربیت میں آپ کا خاندان نمایاں تھا، ان پر اسلامی علوم کی گہری چھاپ بچپن سے ہی تھی۔ کوئی مبالغہ نہیں کہ آپ "مادرزادولی " تھے۔ سید حاجی فضل دینؒ داداجان ممتاز عالم دین، شیخ طریقت اور شاعر تھے آپ کے دادا کو خواب میں خواجہ معین الدین چشتی آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی ولادت کی خوشخبری دی اور نام بھی ساتھ ہی تجویز فرمایا۔[1]

2.2 تعلیم وتربیت:

محمد وجیہ السیما نے قرآن اور حدیث کی ابتدائی تعلیم اپنے والد اور خاندان کے دیگر علماء سے حاصل کی۔ ان کا بچپن دینی ماحول میں گزرا، جس کی بدولت آپ نے نوعمری ہی میں نو ماہ کی قلیل مدت میں قرآن پاک حفظ کرلیا

اور اس کے بعد درس نظامی کا کورس مکمل کرنے کے بعد اسکول اور کالج کی تعلیم مکمل کی۔ 13 مارچ1977ء کو سیّد تلطف حسین معینی (جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی اولاد سے تھے) شملہ پہاڑی پر تشریف لائے اور آپ کو اپنی موجودگی میں باقاعدہ بیعت کا سلسلہ شروع کروایا۔ آپ صرف چشتیہ سلسلہ میں ہی بیعت لیتے ہیں۔

آپ کو قرآن حکیم کے علاوہ تمام مجموعات احادیث زبانی یاد تھیں اور اس کے علاوہ آپ کو سعدی، مولانا جامی، حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے تمام مجموعات یہاں تک کہ دور جاہلیت کے شعراء مثلاً امراءالقیس کا کلام بھی زبانی یاد تھا۔ انہیں 14 زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ آپؒ نے عربی، فارسی، انگریزی، اُردو، سرائیکی، ہندی اور پوربی و دیگر زبانوں میں شاعری بھی کی۔ آپؒ کو ہفت زبان شاعر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپؒ کی پوٹھوہاری زبان میں لکھی سہ حرفیاں آج بھی گائی جاتی ہیں۔

محمد وجیہ السسیمہ نے قرآن و حدیث کی ابتدائی تعلیم اپنے والد اور مختلف علماء سے حاصل کی۔ ایک پرہیزگار ماحول میں پرورش پانے والے اس نے صرف نو ماہ میں قرآن پاک حفظ کیا اور اس کے بعد دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی اسکولی اور اعلیٰ تعلیم مکمل کی۔

13 مارچ 1977 کو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی اولاد سید طالب حسین معینی نے شملہ کی پہاڑیوں کا دورہ کیا اور ان کی موجودگی میں باضابطہ بیعت کا آغاز کیا، خاص طور پر چشتیہ نسب سے۔ انہیں قرآن کے علاوہ تمام احادیث کے مجموعے یاد تھے، اور انہوں نے سعدی، مولانا جامی، حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے کاموں کے ساتھ ساتھ اسلام سے پہلے کی شاعری اور امراقیوں کے اقوال بھی یاد رکھے تھے۔ وہ 14 زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور عربی، فارسی، انگریزی، اردو، سرائیکی، ہندی اور پوربی و دیگر میں شاعری کرتے تھے۔ انہیں ہفت روزہ شاعر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا، ان کے خطوط پوٹھوہاری میں آج بھی گائے جاتے ہیں۔

بروز جمعۃ المبارک سید محمد وجیہ السمیع عرفانی چشتی 22 فروری 1991ء بمطابق 6 شعبان المعظم 1411ھ کو وفات پا گئے۔

[2] حضرت سید محمد وجیہ السماء عرفانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر بہت سے علماء نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جن میں چند ایک درج ذیل ہیں: ایسا کہاں سے لاؤں؟ از پروفیسر غلام سرور قریشی

حُسنِ خیال (مناقب بحضور باباعرفانی)

Harvest of Good Deeds (Prof. Ghulam Sarwar Qureshi)

یاد کے چراغ (شخصیت اور فن پر معاصرین کے مضامین کا مجموعہ)

2.3 روزگار و پیشہ:

آپ نے روزگار کے ذریعہ مذہبی تعلیم حاصل نہ کرنے کا انتخاب کیا۔ اس کے بجائے، آپ نے ایک مترجم، صحافی، اور براڈکاسٹر کے طور پر کام کر کے اپنی معاشی ضروریات پوری کیں۔ آپ کی پیشہ ورانہ وابستگیوں میں ریڈیو پاکستان، پاکستان ٹیلی ویژن اور کئی اخبارات شامل ہیں۔ سید محمد وجیۂ السیما عرفانی چشتی نے اپنے کیریئر کا آغاز 1943 میں بھارت میں ادارتی ٹیم کے ایک حصے کے طور پر کیا، جہاں انہوں نے تقریباً ایک سال خدمات انجام دیں۔ اس دوران انہوں نے پاکستان کے متعدد دیگر ممتاز اخبارات کے ساتھ روزنامہ زمیندار، روزنامہ آفاق، روزنامہ پاکستان ٹائمز، اور روزنام جسٹس کراچی سمیت مختلف اشاعتوں میں مضامین کا تعاون کیا۔[2]

2.4 سلسلہ بیعت:

1960 کی دہائی کے اوائل میں وہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کے مزار پر گئے جہاں ان کی ملاقات حضرت سید محمد تقی المفرع عزیز میاں قدس اللہ العزیز سے ہوئی جو حضرت شاہ نیاز بریلوی سے وابستہ شاعر تھے۔ ان کے مرشد گرامی سید محمد تقی نے ان کا تعارف خواجہ معین الدین حسن چشتی کے دربار سے کرایا۔ انہوں نے معین الدین چشتی کی وراثت میں قرآن پاک کی تعلیمات کی عکاسی کرتے ہوئے اپنے آبائی شہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت کو برقرار رکھا ہے۔

غنچہ شوق لگا ہے کھلنے
پھر تجھے یاد کیا ہے دل نے

2.5 تصانیفات و ادبی کام از سید محمد وجیہ السیما عرفانی:

سیّد محمد وجیہ السیّما عرفانی ایک ہمہ گیر شخصیت تھے۔ اس کی زندگی کا زیادہ تر حصہ مذہبی تعلیمات کی تشریح اور اس کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ تصوف کی پیچیدگیوں کو تلاش کرنے کے لیے وقف تھا۔ انہوں نے ترجمہ قرآن بھی کیا اور زندگی بھر اس علمی جستجو کو برقرار رکھا۔

2.5.1 میرے حضور ﷺ از سید محمد وجیہ السیما عرفانیؒ:

''میرے حضور ﷺ'' آپ کا نعتیہ مجموعہ ہے جو 54 نعتوں پر مشتمل ہے جو اس کے موضوعات اور اسلوب میں بھرپور تنوع کو ظاہر کرتے ہیں یہ مجموعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ذکر رسول ﷺ و سیرت کے بیان، رسول پاکؐ کی ذات مبارکہ سے محبت سے مزین اور درود کی تلقین سے سرشعار یہ اشعار سید محمد وجیہ السیما عرفانی

کے عشق رسولؐ کا منہ بولتا ثبوت ہیں مجموعہ کی پہلی نعت درود کی تلقین اور ترغیب سے شروع ہوتی ہے اور اس کا اختتام بھی درود پاک کے حوالے سے ہوتا ہے۔ اس نعت کا مقطع دیکھئے۔

الٰہی صلِ وبارک علیٰ رسول اللہ

وعلیٰ آلہ وسلام علیہ، بسم اللہ

مروجہ بحروں میں لکھی گئی یہ نعتیں ترنم اور موسیقیت کے وصف سے بھرپور ہیں۔ عرفانیؒ صاحب نے شریعت پر عمل کرتے ہوئے نعت کے موضوعات کو فنی طور پر بیان کیا ہے اور رہنما اصول قائم کیے ہیں۔ نعت کا یہ ڈھانچہ جس کی بنیاد ایک مضبوط مذہبی بنیاد پر رکھی گئی ہے، نعت گو کے جوہر کا ثبوت ہے۔

درود ذات نبیؐ پر، یہ التزام سلام

جہاں جہاں کوئی لیتا ہے ان کا نام سلام

ان کی نعتوں کی ردیفیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو قاری کو ایک خاص قسم کی کیفیت میں لے جاتی ہیں ۔ عرفانیؒ صاحب کی تخلیقات تاثیر اور موضوعاتی عناصر دونوں میں ایک غیر معمولی تنوع کی مثال دیتی ہیں۔ ان کی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بہت سے موضوعات پر محیط ہے، جس میں آپؐ کے شہر سے محبت، صحابہ کرام سے روابط، اہل بیت سے والہانہ محبت اور مدینہ کی تڑپ شامل ہیں۔ عرفانیؒ صاحب کی نعت اردو ادب میں خاص طور پر صوفی روایت کے اندر ایک منفرد شراکت کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان کی تحریریں قارئین کے دلوں کو منور کرتی ہیں، روشنی اور برکتیں لاتی ہیں۔

خواجہ ہی خواجہ (مجموعۂ مناقب۔: **خواجہ معین الدین چشتی**)(1985ء): یہ آپ کی تصنیف خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مناقب پر مشتمل ہے۔

2.5.3 حرفِ جمال (مجموعۂ غزلیات)(1986ء):

کتاب "حرف جمال" اس تناظر کو حقیقت اور پوشیدہ رازوں کے ادراک کی علامت سمجھا جاتا ہے، جب کہ "خوبصورتی" سے مراد اللہ کی خوبصورتی اور صفات کی پہچان ہے اس میں سید محمد وجیہ السیما عرفانی چشتی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حقیقی خوبصورتی اللہ کی صفات میں پنہاں ہے اور اس فہم کو حاصل کرنے کے لیے افراد کو اپنی روحانی حالتوں کو پروان چڑھانا چاہیے۔

کتاب میں لفظ "حرف" کا مطلب حقیقت اور رازوں کو سمجھنا اور "جمال" کا مطلب اللہ کی خوبصورتی اور اس کی صفات کو پہچاننا ہے۔ سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے اس کتاب میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ حقیقی جمال اللہ کی صفات میں ہے اور اس کو پہچاننے کے لیے انسان کو اپنی روحانی حالتوں پر کام کرنا پڑتا ہے۔

سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے پورے "حروف جمال" میں مختلف اہم موضوعات کی تلاش کی ہے جو تصوف کے مختلف پہلوؤں اور روحانی ترقی کے سفر کو روشن کرتے ہیں

ان موضوعات کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

۱۔ تصوف اور عرفان:

اس کتاب میں تصوف اور عرفان کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ تصوف کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ انسان اپنے روحانی سفر میں اللہ کی قربت حاصل کرے اور اس کی ذات میں گم ہو جائے۔ سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے تصوف کی اہمیت اور اس کے مختلف مراحل جیسے مجاہدہ، ریاضت، ذکر، اور مراقبہ کی تفصیل فراہم کی ہے۔

۲۔ حقیقت اور جمال:

کتاب میں "حرف" (لفظ) اور "جمال" (خوبصورتی) کے معانی کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ جمال سے مراد اللہ کی صفات اور اس کی حقیقی خوبصورتی ہے۔ انسان کو اللہ کی جمالیاتی صفات کو سمجھنا اور ان میں گم ہونا چاہیے تاکہ وہ اللہ کے قریب جا سکے۔ اس مقصد کے لیے روحانی تجربات اور مشاہدات کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

۳۔ ذکر اور مراقبہ:

ذکر کا عمل تصوف میں ایک اہم عبادت کے طور پر شمار ہوتا ہے۔ کتاب میں ذکر کے مختلف طریقے، اس کے فوائد، اور روحانی ترقی کے لیے اس کی اہمیت پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ مراقبہ اور ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے ذکر کی باقاعدہ مشق کو اہمیت دی گئی ہے۔

۴۔ معرفتِ اللہ:

سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے اس کتاب میں اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے طریقوں کی وضاحت کی ہے۔ اس میں اللہ کے وجود کو ہر انسان کے دل میں محسوس کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قربت حاصل کرنے کے مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب میں اللہ کی ذات کا مکمل شعور اور اس کی صفات کی تفصیل بھی موجود ہے

۵۔روحانیت اور اخلاقی ترقی:

کتاب میں روحانیت کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مقصد انسان کی اخلاقی تربیت اور روحانی نشوونما ہے۔ سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے انسان کی فطری خوبصورتی، اخلاقی اصولوں اور معقولیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس میں انسان کو اپنے نفس کی صفائی، عاجزی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

٦۔صبر، توکل اور رضا:

اس کتاب میں صبر اور توکل کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ایک عارفانہ زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں۔ توکل کا مطلب اللہ پر مکمل اعتماد اور رضا کو قبول کرنا ہے۔ سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے ان صفات کو انسان کی روحانیت کی ترقی کے لیے اہم قرار دیا ہے۔

۷۔روحانی تجربات اور معراج:

سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے روحانی تجربات اور معراج کے راستوں پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس میں انسان کو اپنی باطنی حقیقت کو سمجھنے، مختلف روحانی حالات کا تجربہ کرنے اور اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے مشقیں فراہم کی گئی ہیں.

۸۔انسانی دل کی صفائی:

کتاب میں انسانی دل کی صفائی اور اس کے مختلف درجات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں دل کی بیماریوں جیسے حسد، کینہ، غصہ اور لالچ کے اثرات کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ انسان کے دل میں اللہ کی محبت اور خلوص پیدا ہو سکے۔

۹۔ ہستی کا مقصد:

کتاب میں زندگی کے مقصد کی تفہیم کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ سید محمد وجیہ السیماعرفانی چشتی نے وضاحت کی ہے کہ انسان کا حقیقی مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا اور اس کے قریب ہونا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے روحانی سفر اور دین کی پیروی لازمی ہے۔

سید محمد وجیہ السیماعرفانی کی ترجمہ نگاری:

آپ نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی کیا، جو شالیمار ریکارڈنگ کمپنی کے ساتھ تحریری معاہدے کے بعد 1978ء میں اپنی آواز میں ریکارڈ کروایا۔ اس میں تلاوت کی قرأت قاری غلام رسول صاحب نے کی ہے۔ یہ ترجمہ اب "عرفان القرآن" کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے

چنانچہ آپ کی ترجمہ شدہ کتب کچھ یوں ہیں:

عرفان القرآن (قرآن مجید آسان فہم ترجمہ)

دعائے امام الشہداء (امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ کا ترجمہ)

قرآن حکیم اور جدید سائنس (پروفیسر موریس بوکائی کی شہرہ آفاق کتاب "بائبل، قرآن اور سائنس" سے قرآنی حصے کا ترجمہ) (زیرِ طبع)

ان کے علاوہ آپ کی مزید کتب جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کی داد وصول کر رہی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

حی علی الصلوٰۃ (نماز کے مسائل شش کلمات، نماز، نماز جنازہ)

سراپائے جمال (سیرت طیبہ)

گنجینۂ صالحین (اولیاء اللہ پر ریڈیو تذکار کا مجموعہ)

صلی اللہ میرے حضور ﷺ (سیرتِ طیبہ)

غنچۂ شوق (ملفوظاتِ بابا عرفانی)

تماشائے کرم (ملفوظاتِ بابا عرفانی)

گوہرِ صدف (ملفوظاتِ بابا عرفانی):

"گوہرِ صدف" ایک اہم تصنیف ہے جو صوفیانہ تعلیمات، روحانی تجربات، اور معرفت الٰہی کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب چشتی سلسلے کی تعلیمات اور صوفیانہ فلسفے کو عام لوگوں کے لیے سمجھنے کے قابل انداز میں پیش کرتی ہے۔ "گوہرِ صدف" تصوف کی روایتی تعلیمات اور عارفانہ موضوعات پر مبنی ہے۔ مصنف نے اپنی علمی بصیرت اور روحانی تجربات کو دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ان افراد کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے جو الٰہی معرفت کے سفر پر ہیں۔

3. تصوف اور عرفانی تعلیمات:

محمد وجہیں السیما عرفانی کا بنیادی میدان تصوف تھا، اور ان کی تعلیمات روحانی ترقی اور انسان کی خودی کی پہچان پر مرکوز تھیں۔ ان کے نزدیک انسان کی حقیقی منزل اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا ہے، جو صرف تزکیہ نفس اور محبت الٰہی سے ممکن ہے۔

محمد وجہیں السیما عرفانی کا اصل میدان تصوف تھا، اور ان کی تعلیمات انسان کی خودی کی پہچان اور روحانی ترقی پر مرکوز تھیں۔ ان کے نزدیک انسان کی حقیقی منزل اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا ہے، جو صرف نفس کی پاکیزگی اور محبت الٰہی کے ذریعے ممکن ہے۔

1. محبتِ الٰہی:

وہ انسان اور خالق کے درمیان محبت کے رشتے کو بنیادی حیثیت دیتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ محبت روحانی ترقی کی بنیاد ہے۔

2. تزکیہ نفس:

انہوں نے نفس کی پاکیزگی اور انسانی خواہشات پر قابو پانے پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انسان کی حقیقی کامیابی نفس کو اللہ کے احکام کے مطابق ڈھالنے میں ہے۔[3]

3. وحدت الوجود:

ہر چیز اللہ کی نشانی ہے وہ وحدت الوجود کے قائل تھے، وہ کائنات کے ہر نقطہ میں اللہ کی تشبیہہ کو دیکھنے کا درس دیتے تھے۔

4. ذکر و عبادت:

وہ اللہ کی یاد اور عبادت کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ان کے طریقہ کار میں ذکرِ الٰہی اور مراقبہ کو خاص اہمیت دی گئی۔

عرفانی تعلیمات دین اسلام کی حقیقی تشہیر و ترویج ہیں، جو ہر قسم کے تعصب سے پاک ہیں۔ آپؒ کے مریدین کی بڑی تعداد علم و دانش سے بہرہ ور ہے۔ اس دور میں، جہاں نوجوان طبقہ نفسا نفسی کا شکار ہے، وہ اسلام سے دوری اختیار کر رہا ہے۔ اس صورتحال میں، آپؒ کی بے لوث، شفیق اور محبوب شخصیت ایک عظیم مثال ہے۔ آپؒ ہمیشہ کردار و عمل کی مضبوطی اور علم کے حصول کی اہمیت پر زور دیتے رہے۔ آپ نے دم، پھونک، تعویز اور دیگر توہمات سے نجات دلا کر عام لوگوں کی اصلاح کی۔ آپؒ نے پانچوں وقت کی نمازوں کی بروقت ادائیگی کو اپنے حلقے کی شناخت بنایا اور مریدین کے دلوں میں سرکار دوعالم حضرت محمدؐ کی محبت کا بیج بویا۔ بابا حضور صاحب دعا ایسے تھے کہ آپؒ کی ہر بات پوری ہوتی تھی۔ آپؒ کی زندگی کشف و کرامات سے بھری ہوئی ہے۔ آپؒ کی رہنمائی اور ہدایت کا سلسلہ نصف صدی سے زیادہ عرصے سے جاری ہے، اور الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی آپؒ کے فیضانِ نظر سے جاری ہے، ان شاء اللہ یہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ آپؒ کے فرزند سید محمد حبیب عرفانی چشتی سجادہ نشین سندر شریف دربار پر باقاعدہ

محافل منعقد کرتے ہیں، جہاں ملک و بیرون ملک سے آنے والے زائرین اور مریدین شرف ملاقات حاصل کرتے ہیں اور اپنے مسائل کے حل کے لیے دعائیں لیتے ہیں، ساتھ ہی ظاہری و باطنی تربیت حاصل کرتے ہوئے راہ حق کے سچے اور پختہ مسافر بنتے ہیں

4. ڈاکٹر سید محمد حبیب عرفانی کا تعارف:

آستانہ عالیہ عرفانیہ چشتیہ سندر شریف کے موجودہ سجادہ نشین ڈاکٹر مخدوم سیّد محمد حبیب عرفانی چشتی ہیں، جو سیّد محمد وجیہ السیما عرفانیؒ کے معزز بیٹے ہیں اور آپ کے ظاہری و باطنی علوم کے وارث بھی۔ آپؒ کے انتقال کے بعد 24 فروری 1991ء کو ڈاکٹر مخدوم سیّد محمد حبیب عرفانی چشتی کی دستار بندی کی گئی اور باقاعدہ مسند نشینی کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی کی تعلیمات کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ انہیں نئی بلندیوں تک پہنچایا۔ سیّد محمد وجیہ السیما عرفانیؒ کی دعا اور پیش گوئی کے مطابق، 11 اپریل 2019ء کو سیّد محمد حبیب عرفانی کے بیٹے سیّد محمد اخیار حبیب عرفانی کو دستارِ ولی عہد دیوان احمد مسعود چشتی (جو درگاہِ معلی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے خاک نشین ہیں) نے پہنائی۔ دونوں شخصیات علم و فضل میں بے مثال ہیں۔ سیّد محمد حبیب عرفانی دینی علوم کے ماہر اور ولایت کے مسند پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ پی ایچ ڈی ڈاکٹر بھی ہیں، جبکہ ان کے بیٹے سیّد محمد اخیار حبیب بھی اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دینی علوم کے ساتھ ساتھ لندن کی میٹروپولیٹن یونیورسٹی سے ایم اے صحافت کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ اب سیّد محمد اخیار حبیب عرفانی کے بیٹے سیّد ارتضیٰ اخیار بھی اسی خاندانی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے

4.1 علمی و ادبی خدمات:

ڈاکٹر سید محمد حبیب عرفانی نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ تعلیم و تدریس میں صرف کیا۔ وہ مختلف یونیورسٹیوں میں اردو ادب کے استاد رہے اور بہت سے طلبہ کو تحقیق کے شعبے میں رہنمائی فراہم کی۔ ان کی نگرانی میں تیار کردہ تحقیقی مقالات آج بھی ادب کے طلبہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ ڈاکٹر عرفانی نے تصوف اور اردو شاعری کے درمیان تعلق پر گہرائی سے تحقیق کی۔ ان کا یہ یقین تھا کہ تصوف اردو شاعری کی بنیاد ہے، اور انہوں نے اس موضوع پر کئی اہم مضامین تحریر کیے۔ ان کے تحقیقی کاموں میں مولانا رومی، میر تقی میر، غالب اور دیگر صوفی شعرا کے کلام پر تفصیلی تحقیق شامل ہے۔ ڈاکٹر عرفانی کی تصانیف میں کئی اہم کتابیں شامل ہیں، جن میں "اردو میں تصوف کی روایت"، "غالب کا فکری و فلسفیانہ مطالعہ"، "جدید اردو تنقید: ایک تجزیہ" اور "میر تقی میر کا تصوف" شامل ہیں۔ ڈاکٹر عرفانی کی تحریر کی ایک خاصیت ان کا علمی انداز اور منطقی طرز بیان تھا۔ وہ تحقیق کو صرف الفاظ کا

کھیل نہیں سمجھتے تھے بلکہ حقائق کی گہرائی تک پہنچنے کو اہمیت دیتے تھے۔ ان کی تنقیدی بصیرت اور علمی گہرائی نے اردو ادب کے کئی پیچیدہ موضوعات کو سمجھنے میں آسانی پیدا کی۔ ان کا کام آج بھی اردو ادب کے طلبہ اور محققین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے اور ان کی علمی وراثت اردو زبان و ادب کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

4.1.1 آہنگ حیات (عصر حاضر میں تعمیر سیرت کے لیے خانقاہ کا کردار) از سید محمد حبیب عرفانی:

اس متن میں اسوہ حسنہ کی پیروی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، اور ساتھ ہی اہل بیت، صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ کتاب کے مصنف صرف عبادات پر توجہ نہیں دیتے بلکہ روزمرہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں جیسے کاروبار، لین دین، لوگوں کے ساتھ تعامل، اور کھانے پینے کے آداب کی تربیت بھی فراہم کرتے ہیں، اور یہ سب شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔

اس کتاب میں تمام صوفی سلاسل کے نظریات کو پیش کر کے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ان سب کا مقصد ایک ہی ہے اور ان سلاسل میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عصر حاضر میں سیرت کی تعمیر کے لیے خانقاہ کا کردار نہایت اہم ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں خانقاہی نظام کی تاریخی اہمیت، روحانی تربیت میں اس کی حیثیت، اور موجودہ معاشرتی مسائل کے حل میں اس کے کردار کا تجزیہ کیا ہے۔ یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ مراکز صوفیاء اور علماء کی تربیت اور روحانی ترقی کے لیے قائم کیے گئے تھے، جن کا مطالعہ عہد نبوی ﷺ سے کیا جا سکتا ہے۔ مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خانقاہ اس دنیا کا سب سے عظیم ادارہ ہے جہاں ہر مسلمان کو اسوہ رسولؐ کی تعلیمات کے تحت پروان چڑھایا جاتا ہے۔

خانقاہ ایک ایسی جگہ ہے جو انسان کی جامع شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے، یہ انسان کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ فراہم کرتی ہے اور خالق اور مخلوق کے تعلق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ دل کی آلودگی کو دور کر کے الہی روشنی کا منبع اور مرکز بنا دیتی ہے۔ وہ دل جو دنیاوی محبت میں مشغول ہے، الہی تجلیات کے ظہور کا مظہر بن جاتا ہے اور ہر آنے والے فرد کو سیرت طیبہ کے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ مسجد نبوی وہ پہلا مقام ہے جہاں اللہ کی مخلوق کی سیرت کی تعمیر کا عمل ربانی اصولوں کے تحت شروع ہوا، اس لیے مسلمانوں کی پہلی خانقاہ مسجد نبوی ہی سمجھی جاتی 4۔

مصنف نے اس بات پر توجہ دی ہے کہ خانقاہی نظام کس طرح سیرتِ نبوی کی تعلیمات کو پھیلانے اور ان پر عمل کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ مراکز نبی کریم ﷺ کی سیرت کو عملی زندگی میں اپنانے کے لیے تربیت فراہم کرتے ہیں۔

مسجد نبوی وہ مقام ہے جسے سرکارؐ نے مسلمانوں کی سیرت و کردار کی تعمیر کے لیے منتخب کیا اور ایک اُمت کی تشکیل ربانی احکام کی روشنی میں کی۔ دور نبوی میں مسجد نبوی کو خاص اہمیت حاصل رہی، اور سرکار دوعالمؐ کے بعد بھی کئی دہائیوں تک یہ مسجد اُمت مسلمہ کی سیرت و کردار کی تعمیر کا مرکز بنی رہی۔ اس کے علاوہ، اسلامی خانقاہوں کا قیام بھی اسی جگہ سے شروع ہوا۔[5]

کتاب کے اختتام پر مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ موجودہ دور میں خانقاہی نظام کی تجدید اور اس کی فعالیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ مراکز معاشرے کی روحانی اور اخلاقی ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ مجموعی طور پر، "آہنگِ حیات" ایک ایسی تصنیف ہے جو خانقاہی نظام کی موجودہ دور میں اہمیت اور اس کے کردار کو اجاگر کرتی ہے، اور معاشرتی اصلاح کے لیے اس کی فعالیت پر زور دیتی ہے۔

4.1.2 کتاب "نشانِ منزل" از سید محمد حبیب عرفانی:

سید محمد حبیب عرفانی کی کتاب "نشانِ منزل" ایک روحانی و اصلاحی کتاب ہے جو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہتری لانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں دین اسلام کی بنیادوں، اخلاقیات، اور روحانی تربیت کے مختلف پہلوؤں کو سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کے اہم موضوعات اسلام اور احترام انسانیت، بدعت اور شرک، اسلام میں خانقاہی نظام کا کردار، تصوف، رہبانیت اور حقوق و فرائض ہیں۔

آپ کے نزدیک انسانیت، انسان کے حوالے سے ہے اور انسانی معراج کی تکمیل ہر انداز سے یہ ہے کہ دیناً اسلام میں باایمان ہونے کے حوالے سے جو انداز اور طریقہ ہے وہ بندے کا اپنے اللہ کے ساتھ بندگی کا تعلق، اس کی بارگاہ میں سجدے کرنے کا تعلق، اس کی خاطر روزے رکھنے کا تعلق، اس کے احکامات کی بجاآوری میں حج و زکوٰۃ ادا کرنے کا تعلق اور طریقہ ہے۔ دین اسلام نے تقویٰ کا حکم دیا ہے کہ متقی بنو اور اللہ کا تقوی اختیار کرو۔

صاحبِ کتاب کے مطابق تقویٰ کا عام ترجمہ ڈرنا کیا جاتا ہے لیکن اس سے تو ایک یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اس سے تھوڑا پرے پرے ہی رہو، اس کے قریب مت جاؤ، یہ تقویٰ کا مفہوم نہیں ہے، تقویٰ کسی عملی کیفیت کا نام نہیں ہے بلکہ تقویٰ ایک جذبے، سوچ اور احساس کا نام ہے۔ وہ احساس، سوچ اور خیال یہ ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، جو الفاظ اپنی زبان سے ادا کر رہا ہوں، کیا میرا دل، میری زبان کا رفیق ہے؟ شاید یہ کوئی بھی نہیں جان سکتا لیکن میرا اللہ وہ ہے جو اس بات کو یقیناً جانتا ہے۔[6]

مصنف نے اس بات پر توجہ دی ہے کہ خانقاہی نظام کس طرح سیرتِ نبوی کی تعلیمات کو پھیلانے اور ان پر عمل کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ مراکز نبی کریم ﷺ کی سیرت کو عملی زندگی میں اپنانے کے لیے

تربیت فراہم کرتے ہیں۔ مسجد نبوی وہ مقام ہے جسے سرکارؐ نے مسلمانوں کی سیرت و کردار کی تعمیر کے لیے منتخب کیا اور ایک اُمت کی تشکیل ربانی احکام کی روشنی میں کی۔ دور نبوی میں مسجد نبوی کو خاص اہمیت حاصل رہی، اور سرکار دوعالمؐ کے بعد بھی کئی دہائیوں تک یہ مسجد اُمت مسلمہ کی سیرت و کردار کی تعمیر کا مرکز بنی رہی۔ اس کے علاوہ، اسلامی خانقاہوں کا قیام بھی اسی جگہ سے شروع ہوا۔ کتاب کے اختتام پر مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ موجودہ دور میں خانقاہی نظام کی تجدید اور اس کی فعالیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ مراکز معاشرے کی روحانی اور اخلاقی ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ مجموعی طور پر، "آہنگِ حیات" ایک ایسی تصنیف ہے جو خانقاہی نظام کی موجودہ دور میں اہمیت اور اس کے کردار کو اجاگر کرتی ہے، اور معاشرتی اصلاح کے لیے اس کی فعالیت پر زور دیتی ہے

بدعت پر آپ قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ7 (آسمانوں اور زمین کا آغاز تخلیق اس نے کیا ہے۔") سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بدیع بدعت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ 8 (یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے میں سارے رسولوں سے الگ کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔") یہ بھی بدعت کا ایک تصور ہے۔ دراصل، آج کا انسان بھی ایک بدعت کی مثال ہے، کرسیوں پر بیٹھنا، مائیک کا استعمال، اور گاڑیوں کا استعمال بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔ تاہم، آج کل ہر معاملے میں بدعت اور حرام کا اعلان کرنا ایک عام سی بات بن گئی ہے۔ جس چیز سے اسلام نے منع نہیں کیا، اس سے روکنا کیا یہ بدعت نہیں ہے؟ شاید اس سے بڑی بدعت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ درود پاک پڑھنے پر پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ کیا کبھی ایسا وقت آیا ہے جب یہ کہا گیا ہو کہ اس وقت درود پاک نہ پڑھو؟ کیا اذان سے پہلے درود پاک پڑھنے پر کہیں ممانعت کا حکم دیا گیا ہے۔ 9 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا 10 ("بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے سارے فرشتے نبی اکرم ماں کی تم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی حضور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجا کرو اور انداز تسلیم و نیاز کے ساتھ حضور صلی اسلام کی بارگاہ میں سلام بھیجا کرو۔")

اسلام میں خانقاہی نظام کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے، خانقاہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں دینی تربیت اور تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہاں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ اسلامی تعلیمات اور احکامات جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی ادائیگی کے طریقے، زندگی گزارنے کے آداب، صبح و شام کے معمولات، گھروں میں رہنے کے طریقے، باہر کے معاملات، کام کی جگہ پر رویہ، ملازمین کے ساتھ سلوک، اور اپنے مالک کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ ہر چیز پر کنٹرول اور پابندی ہونی چاہیے، جیسے جھوٹ نہ بولنا، دھوکہ نہ دینا، اور دین کی دی گئی

ہدایات کی پیروی کرنا تاکہ گناہ کی خواہشات اور لذتوں سے بچا جاسکے۔ یہ اہل حق کا فرض ہے، اور اس مقصد کے لیے ایک مخصوص جگہ جہاں یہ تربیت دی جائے، خانقاہ کہلاتی ہے۔[11]

آپ کے نزدیک تصوف کا لفظ طریقت کے معنوں میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں تصوف کے لیے صوفی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ صوفی کا لفظ اہل حق کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ صوفی کی تعریفات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ 'صوف' سے ماخوذ ہے، جو اون کے کپڑے یا کھردری چیزیں پہننے والے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح، صوفی کا تعلق 'صفا' سے بھی ہے، جس کا مطلب پاکیزگی ہے۔ صوفی 'صفہ' سے بھی جڑا ہوا ہے۔

صاحبِ کتاب رہبانیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اسلام سے پہلے کے مذاہب، جیسے عیسائیت اور یہودیت، میں رہبانیت کا تصور موجود تھا۔ رہبانیت کا مطلب ہے کہ انسان خود کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرے، عبادات کے لیے اپنی طاقت سے زیادہ محنت کرے، دنیاوی خوشیوں کو چھوڑ دے اور دنیوی آسائشوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ آج بھی عیسائیت کے مذہبی رہنما، جیسے پادری، کے لیے ضروری ہے کہ وہ شادی نہ کریں، اور ان کی نونز کے لیے بھی یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ بھی شادی نہیں کرسکتی ہیں۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ "اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔12 قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا13 (ہم نے ان کے لئے رہبانیت کو ضروری نہیں رکھا تھا۔") یہ ایک طویل آیتِ مبارکہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں نے خود پر وہ چیزیں لازم کرلیں جو اللہ نے ان پر فرض نہیں کی تھیں۔ ممکن ہے کہ اُس وقت رہبانیت کو حرام یا قطعی احکامات کے خلاف نہیں سمجھا جاتا تھا، کیونکہ قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ رہبانیت کی ایک مثال پیش کرتا ہے۔ انہوں نے بھی دنیا کو چھوڑ کر ایک غار میں پناہ لی تھی۔ دنیا سے کنارہ کشی خواہ شوق سے ہو یا مجبوری سے، دونوں صورتوں میں ایک عمل ہے۔ اصحاب کہف کے واقعے میں، اس وقت کا بادشاہ بہت ظالم تھا اور اہل حق پر سخت پابندیاں عائد تھیں، جس کی وجہ سے انہیں دوبارہ زندگی ملی۔ قرآن مجید میں بیان ہے کہ انہوں نے شہر سے باہر نکل کر ایک غار میں پناہ لی اور ایک طویل مدت تک نیند میں رہے، بعد میں انہیں دوبارہ زندگی ملی۔[14]

آپ کے نذدیک حقوق و فرائض ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ حقوق کا لفظ مختلف معانی اور مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے۔ حق کا لفظ سچائی اور پختگی کے معنی میں بھی آتا ہے اور جو ذمہ داری کسی پر لازم آتی ہے وہ بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِهٖ15 (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر اس طرح نہیں کی جیسی کرنے کا حق تھا)۔ اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عظمت کو تسلیم کیا جائے۔ حق کا مطلب یہ ہے کہ کسی فرد کا وہ حق جو دوسروں پر واجب ہوتا ہے۔ اس کے دو اہم اقسام ہیں۔ پہلی قسم "حقوق اللہ" ہے، جس میں یہ بیان کیا

جاتا ہے کہ اللہ کے بندے پر اللہ کے کیا حقوق ہیں اور بندے پر کیا ضروری ہے کہ وہ اپنے رب کے لئے انجام دے۔ دوسری قسم "حقوق العباد" ہے، جس میں بندے کے دوسرے بندوں پر حقوق، انسان کے دوسرے انسان پر حقوق، اور ایک انسان کے دوسرے انسان کے لئے کون سے اعمال کرنا واجب ہیں، شامل ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ16 (اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کیا کریں)۔ اس بندگی، عبادت اور عبادت گزاری میں اس مالک تعالی کے ہاں ہر وقت حاضر رہنے کی کیفیات اور انداز مختلف ہیں۔ عبادات میں دن کی پانچ وقت کی نماز اور وہ بھی اوقات کے تعین کے ساتھ، اپنی پوری شرائط اور پورے لوازمات کے ساتھ با ایمان لوگوں پر فرض کی گئی ہے۔17 قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا18 (بے شک نماز اہل ایمان کے لئے ایسا فرض ہے جس کے لئے ہر ایک نماز کا وقت مقرر ہے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ "نشانِ منزل" ایک ایسی کتاب ہے جو روحانی تربیت، اخلاقی بہتری، اور دین کی بنیادیات کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ کتاب ان تمام افراد کے لیے فائدہ مند ہے جو اللہ کی رضا اور قربت کی تلاش میں ہیں اور اپنی زندگی کو دین کے اصولوں کے مطابق ترتیب دینا چاہتے ہیں۔

:5. آستانہ عالیہ عرفانیہ چشتیہ کی معاشرتی خدمات

1-5 الاخیار فاؤنڈیشن:

نومبر 2002ء کو الاخیار فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس فاؤنڈیشن کے بنیادی طور پر تین اہم مقاصد ہیں: تعلیم، صحت، اور قدرتی آفات کے دوران لوگوں کی بروقت مدد کرنا۔ اب تک، فاؤنڈیشن نے ان تینوں شعبوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ خانقاہ سندر شریف کی سرپرستی میں، الاخیار فاؤنڈیشن نے مختلف اداروں کے قیام کے ذریعے محدود وسائل کے حامل بے سہارا اور غریب افراد کی مالی اور تعلیمی مدد کی ہے، اور قومی خدمات کے فلاحی منصوبوں کو ملک کے کئی شہروں میں پھیلایا ہے۔ اس طرح، یہ ایک ایسی فلاحی تنظیم کے طور پر ابھری ہے جو موجودہ دور کے مسائل جیسے بڑھتی ہوئی آبادی، جہالت، اور صحت و تعلیم کی سہولیات کی کمی پر مؤثر انداز میں کام کر رہی ہے۔ تعلیم کی کمی اور جہالت کی وجہ سے معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں، اور بے روزگاری نے لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کیا ہے، لہذا اس تنظیم کا ایک اہم مقصد مستحق افراد کی مالی امداد کرنا بھی ہے۔

فاؤنڈیشن کے ہزاروں ارکان ملک بھر میں موجود ہیں، جو کسی بھی ہنگامی صورت حال میں فعال کردار ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

2 :۔جامع مسجد عرفانیہ سندر شریف

عرفانیہ مسجد، مزار اور اس کے ساتھ ملحقہ زمین تقریباً40 کنال پر مشتمل تھی۔ بعد میں اس میں 14 کنال کا اضافہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں کل رقبہ 54 کنال ہو گیا۔ جامع مسجد عرفانیہ سندر شریف کا ڈیزائن مسند نشین صاحبزادہ سید محمد حبیب عرفانی نے تیار کیا، جبکہ تعمیراتی کام کی نگرانی ماہر تعمیرات جناب فاروق صبور خان نے کی۔ ان کی وفات کے بعد یہ ذمہ داری جناب اکرام صاحب نے سنبھالی۔ دور سے ہی مسجد کے پانچ گنبد دیکھنے والوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا گنبد 34 مربع فٹ قطر اور 115 فٹ کی اونچائی کے ساتھ مرکزی گنبد کہلاتا ہے۔ مسجد کے گراؤنڈ فلور پر موجود محفل ہال 35,000 مربع فٹ رقبہ پر مشتمل ہے، جبکہ فرسٹ فلور 11,000 مربع فٹ اور ٹیرس 13,000 مربع فٹ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس طرح فرسٹ فلور اور ٹیرس میں ایک وقت میں 4200 نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ محفل ہال کو روزانہ کی ذاتی مسائل اور ہفتہ وار درس قرآن کی محافل کے انعقاد کے لیے بنایا گیا ہے۔ عرفانیہ مسجد اپنے منفرد ڈیزائن کی وجہ سے نہ صرف خاص ہے بلکہ یہ پنجاب میں ایک خوبصورت مسجد کے طور پر جدید طرز تعمیر کی ایک مثال بھی ہے، جس کا اثر آنے والے زمانوں پر بھی رہے گا۔

جامع مسجد عرفانیہ سندر شریف کے علاوہ کئی دیگر مساجد بھی آپؒ کے نام سے منسوب ہیں۔ ان میں سے ایک جامع مسجد عرفانی انصاری روڈ، اسلام پورہ، لاہور میں واقع ہے۔ اس کا سنگ بنیاد آپؒ نے اپنے ہاتھوں سے تقریباً 1971ء کے قریب رکھا، جب آپ مغل پورہ لال پل نرسری سٹاپ سے منتقل ہو کر سانده میں رہائش پذیر ہوئے۔ یہ مسجد آپ کی نگرانی میں تعمیر کی گئی اور آپ نے اکثر اوقات یہاں نمازیں بھی ادا کیں۔ یہ مسجد اپنی تعمیر کے انداز میں بھی جدیدیت کی مثال ہے۔

3:۔عرفانیہ ماڈل ہائیر سیکنڈری اسکول

12 ربیع الاول 1419ھ، جو کہ 7 جولائی 1998ء کے برابر ہے، میں عرفانیہ ماڈل ہائی اسکول (انگلش میڈیم) کا آغاز ہوا، جو اب عرفانیہ ماڈل ہائیر سیکنڈری اسکول و کالج کے درجے تک پہنچ چکا ہے۔ اس ادارے میں طلبہ کو انٹرمیڈیٹ کی نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی سیرت کی تعمیر پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ اسکول درگاہ کے سامنے 19 کنال زمین پر واقع ہے، جو جدید سہولیات اور طرز تعمیر کے ساتھ کشادہ اور وسیع ہے۔ ہر کمرے میں بیس سے پچیس طلبہ کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے، اور یہ اسکول محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ہے اور سیکنڈری بورڈ لاہور سے الحاق شدہ ہے۔ اس ادارے کا تعلیمی نظام حضرت سید محمد وجیہ السیما عرفانی قدس اللہ سرہ العزیز کی خواہش کے مطابق نوجوانوں کو بہترین انسان اور مسلمان بنانے کے اصولوں پر مبنی ہے، جس میں دینی مدارس کے قدیم نظام اور

جدید کالج و یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم کو یکجا کیا گیا ہے۔ اسکول کا ماٹو "جتنا اچھا انسان ہو گا، اتنا اچھا مسلمان ہو گا" ہے، جس کے تحت طلبہ کی تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ان کے کردار کی تعمیر پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ طلبہ کو پنج گانہ نماز کی ادائیگی کے علاوہ سہ پہر کے وقت مختلف کھیلوں جیسے کرکٹ، والی بال، اور فٹ بال کھیلنے کے مواقع بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔

ایک مکمل معیاری سائنس لیبارٹری کے ساتھ ساتھ، اس اسکول میں جدید تقاضوں کے مطابق کمپیوٹر کی تعلیم بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، اسکول میں طلبہ کے لیے ایک خصوصی ہوسٹل کا انتظام بھی موجود ہے، جو ملک کے جدید ترین ہوسٹلوں میں شمار ہوتا ہے۔ ہوسٹل میں طلبہ کے کھانے پینے کا مناسب انتظام کیا گیا ہے، جہاں معمولی اخراجات کے عوض ناشتا، دوپہر اور رات کا کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ قابل اور نادار طلبہ کے لیے میس فیس میں خصوصی رعایت بھی دی جاتی ہے۔ مزید برآں، ذہین اور نادار طلبہ کے لیے سکالرشپ اور مالی امداد، اسناد و انعامات کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ مختلف سکالرشپ جیسے عرفانی ٹیلنٹ ایوارڈ، بیگم ڈاکٹر محمد منیر ظفر میموریل سکالرشپ، خان حبیب اللہ خان میموریل سکالرشپ، حاجی احمد دین میموریل سکالرشپ، چوہدری ولی محمد میموریل سکالرشپ، اور بیگم فاطمہ بی بی میموریل سکالرشپ بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ سندر شریف کے علاوہ، پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی اسی طرز پر عرفانیہ ماڈل اسکول قائم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، جیسے کہ عرفانیہ ماڈل اسکول 51 چک سرگودھا۔

4:۔ شعبہ حفظِ قرآن

عرفانیہ ماڈل ہائی اسکول سے ہی وابستہ ایک شعبہ حفظِ قرآن بھی ہے جو طلبہ کے لیے بھی لازم قرار دیا گیا۔ جس میں طلبہ کو ترجیحی بنیادوں پر قرآن مجید حفظ کی تربیت دی جاتی ہے۔ حفظ کا دورانیہ چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک تین سال کا عرصہ منتخب کیا گیا ہے جو جدید دور میں حفظ کے لیے ایک آئیڈیل عمر یا عرصہ ہے۔

5:۔ ڈسپنسری + ماہانہ میڈیکل کیمپس

شعبۂ صحت کے تحت یکم جنوری 1995ء کو عرفانیہ میڈیکل سنٹر کا قیام سندر شریف میں عمل میں لایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ڈسپنسری بھی قائم کی گئی جہاں تجربہ کار ڈسپنسر کی تعیناتی کی گئی۔ ہر مہینے کے آخری اتوار کو جنرل میڈیکل اور آئی کیمپ کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے، جہاں پاکستان کے ماہر ڈاکٹر حضرات معمولی فیس پر مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر مفت دوائیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ بعد میں، الاخیار فاؤنڈیشن نے اس منصوبے کو مزید وسعت دی اور ملک کے مختلف شہروں میں عرفانیہ میڈیکل سنٹرز کا آغاز کیا۔ ان میڈیکل سنٹرز کی خاصیت یہ

ہے کہ یہاں مریضوں کا باقاعدہ معائنہ معمولی فیس پر کیا جاتا ہے اور دوائیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ ہر میڈیکل سنٹر میں مستند ایم بی بی ایس، ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی تعیناتی کی گئی ہے، اور ہر مرکز کے ساتھ ایک ڈسپنسری بھی موجود ہے جہاں تجربہ کار ڈسپنسر متعین ہیں۔ یہ میڈیکل سنٹرز روزانہ تقریباً دو ہزار مریضوں کی خدمت کرتے ہیں۔ کچھ عرفانیہ میڈیکل سنٹرز اور ڈسپنسریاں پنجاب کے بڑے شہروں میں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ، ماہانہ اور سالانہ بنیاد پر میڈیکل جنرل اور آئی کیمپ بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ سندر شریف میں اب تک 362 ماہانہ میڈیکل کیمپ لگائے جا چکے ہیں۔

6:۔ لنگر

سید محمد وجیہ السیما عرفانیؒ نے دیگر اولیاء اللہ کی طرح اپنی زندگی میں لنگر کا آغاز کیا، جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ خانقاہ سندر شریف میں لنگر ایک اہم عنصر ہے۔ مذہب و مسلک کی تفریق کے بغیر، دن میں دو بار لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے، جس سے روزانہ سینکڑوں افراد مستفید ہوتے ہیں۔ ان میں مسافر، زائرین اور قریبی بستیوں کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ لنگر میں کھانے کی کوئی مخصوص چیز نہیں ہوتی؛ کبھی دال پیش کی جاتی ہے، کبھی گوشت، کبھی دال گوشت، کبھی بریانی یا حلیم وغیرہ۔ یعنی زائرین کے لیے مختلف قسم کے کھانے فراہم کیے جاتے ہیں۔

7:۔ مسافروں کے لیے رہائش

دیگر مسافروں اور خانقاہ میں زائرین کی شب بسری کے لیے رہائش کا بھی مناسب انتظام ہے۔

8:۔ لائبریری

ایک وسیع لائبریری بھی آستانۂ عالیہ سندر شریف میں موجود ہے جس میں مطالعہ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات متعلقہ افراد سے اجازت لے کر اپنی تعلیمی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ اس لائبریری میں علمی و ادبی، سائنسی و اسلامی، دیگر موضوعات پر مبنی ہزاروں کُتب موجود ہیں۔

سندر شریف کے مستقبل کے منصوبہ جات:

خانقاہ سندر شریف اور الاخیار فاؤنڈیشن کی نگرانی میں درج ذیل منصوبے مستقبل میں عمل میں لائے جانے کی توقع رکھتے ہیں۔ ان میں ملک بھر میں عرفانیہ ہسپتال کا قیام، عرفانیہ ماڈل اسکول، کالج اور یونیورسٹی کا قیام، ہنگامی بنیادوں پر میڈیکل کیمپس کا آغاز، مریضوں کی سہولت کے لیے مفت ایمبولینس سروس کا آغاز، بے سہارا خواتین کی بحالی کے مراکز کا قیام، اور ملک بھر میں کلینیکل لیبارٹریز اور اضافی ہسپتالوں کا قیام شامل ہیں۔

:خانقاہ عرفانیہ چشتیہ کی تقریبات

آستانہ عالیہ عرفانیہ چشتیہ میں ہر اسلامی مہینے کی چھ تاریخ کو ختم شریف کی تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ اس آستانے میں سال میں دو اہم عرس مبارک بھی منائے جاتے ہیں۔ پہلا عرس مبارک حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہوتا ہے، جبکہ دوسرا عرسِ مبارک یومِ وصال سیّد محمد وجیہ السیما عرفانیؒ کے موقع پر منعقد کیا جاتا ہے۔ آستانہ عالیہ عرفانیہ چشتیہ میں مختلف مواقع پر مشائخ کانفرنسز کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے، جن میں اب تک 12 آل پاکستان مشائخ کانفرنسیں مختلف موضوعات پر ہو چکی ہیں۔ خانقاہ عرفانیہ چشتیہ سندر شریف میں ہر سال ماہ ربیع الاوّل میں ایک سالانہ محفل میلاد بھی منعقد کی جاتی ہے، جس میں ملک بھر سے نامور نعت خواں حضرات سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں نعت پیش کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو نماز تراویح کے بعد ختم قرآن کی تقریب بھی منعقد کی جاتی ہے۔

خلاصہ بحث ونتائج:

یہ تحریر درگاہ سندر شریف کے فکری اور روحانی نظریات کا مکمل جائزہ فراہم کرتی ہے، جس میں اس کے مشائخ کے خیالات، تعلیمات، اور اصلاحی کردار کی وضاحت کی گئی ہے۔ درگاہ سندر شریف ایک اہم صوفی مرکز ہے، جو تصوف، معرفت، اور روحانی تربیت کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس تحقیق میں درگاہ کے تصوف سے متعلق نظریات کو نمایاں کیا گیا ہے، جن میں وحدت الوجود، ذکر و مراقبہ، اصلاحِ نفس، اور سلوکِ طریقت کے بنیادی اصول شامل ہیں۔ درگاہ کے مشائخ نے عوام کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے لیے مختلف اصلاحی طریقے اختیار کیے اور اسلامی تعلیمات کو عملی زندگی میں اپنانے پر زور دیا۔ اس جائزے میں درگاہ سے منسلک چند اہم کتب کا بھی تعارف پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتب صوفیانہ نظریات، روحانی تربیت، اور اسلامی علم کے مختلف پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ ان میں ملفوظات، مکتوبات، اور تفسیری و فکری مواد شامل ہیں جو درگاہ کے علمی ورثے کی عکاسی کرتے ہیں۔ تحریر میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ درگاہ سندر شریف کی تعلیمات نے عوامی زندگی پر کیا اثر ڈالا اور اس کے پیروکار کس طرح روحانی اور سماجی ترقی میں اس درگاہ کی رہنمائی سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ مزید برآں، جدید دور میں درگاہ کے اثرات، درپیش چیلنجز، اور اس کی تعلیمات کی موجودہ اہمیت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ جائزہ درگاہ سندر شریف کے افکار کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے ایک اہم علمی کوشش ہے، جو اس کے فکری، روحانی، اور ادبی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔

حوالہ جات

[1] سید محمد حبیب عرفانی,ڈاکٹر مخدوم شیخ,اہنگ حیات,مکتبہ عرفانیہ استانہ عالیہ سندر شریف لاہور,2023,ص289

[2] ایضا،،ص290

[3] سید محمد حبیب عرفانی,ڈاکٹر مخدوم شیخ,گوہر صدف,مکتبہ عرفانیہ استانہ عالیہ سندر شریف لاہور,2023,ص41

[4] ایضا،ص43،44

[5] ایضا،،ص125

[6] سید محمد حبیب عرفانی، ڈاکٹر مخدوم شیخ، **نشان منزل**، مکتبہ عرفانیہ آستانہ عالیہ سندر شریف لاہور، ۲۰۱۹، ص40،39

[7] البقرۃ117:2

[8] الاحقاف9:46

[9] سید محمد حبیب عرفانی، ڈاکٹر مخدوم شیخ، **نشان منزل**، مکتبہ عرفانیہ آستانہ عالیہ سندر شریف لاہور، ۲۰۱۹، ،ص120

[10] الاحزاب56:33

[11] سید محمد حبیب عرفانی، ڈاکٹر مخدوم شیخ، **نشان منزل**، مکتبہ عرفانیہ آستانہ عالیہ سندر شریف لاہور، ۲۰۱۹، ص184

[12] ایضا،ص177

[13] الحدید27:157

[14] سید محمد حبیب عرفانی، ڈاکٹر مخدوم شیخ، **نشان منزل**، مکتبہ عرفانیہ آستانہ عالیہ سندر شریف لاہور، ۲۰۱۹، ص178

[15] الانعام91:16

[16] الذاریات56:51

[17] سید محمد حبیب عرفانی، ڈاکٹر مخدوم شیخ، **نشان منزل**، مکتبہ عرفانیہ آستانہ عالیہ سندر شریف لاہور، ۲۰۱۹، ص139

[18] النساء103:4